نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین
لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۱

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

بدل اشتراک
فی کاپی : ۲/- روپے
پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے ۸۰/- روپے
ششماہی ۲۶ شمارے ۴۵/- روپے



مولانا اللہ یار ارشد پر قاتلانہ حملہ

حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرے

ربوہ میں مسجد احرار کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں سرکردہ قادیانیوں نے اغوا کر کے جس بے دردی کے ساتھ قتل کرنے کی کوشش کی وہ اگرچہ ربوہ کے مسلمانوں کی بروقت مداخلت اور پولیس کی مستعدی کی وجہ سے ناکام ہو گئی ہے لیکن اس سے قادیانی گروہ کا جارحانہ مزاج اور اس کے آئندہ عزائم ایک بار پھر کھل کر سامنے آگئے ہیں

مولانا اللہ یار ارشد ربوہ کی اس مسجد کے خطیب ہیں جو مجلس احرار اسلام نے تعمیر کی ہے اور جہاں ابن امیر شریعت رح حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری کی زیر نگرانی اہلِ اسلام کی عبادات و تعلیم کا سلسلہ جاری ہونے کے علاوہ عقیدہ ختم نبوّت کے تحفظ اور کلمۃ الحق کی سربلندی کے لئے مولانا اللہ یار ارشد پوری جرأت و استقامت کے ساتھ مصروفِ عمل ہیں۔

اس سے قبل سیالکوٹ کے مبلّغ ختم نبوّت مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا ہوئے کم و بیش ڈیڑھ سال ہو چکا ہے مگر پنجاب پولیس نہ تو اب تک انہیں بازیاب کر سکی ہے اور نہ ہی مسلمانوں کے دو ٹوک اور واضح مؤقف کو تسلیم کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد اور دیگر ذمہ دار قادیانیوں کو ان کے اغوا کے کیس میں شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔ جبکہ اغوا کے پس منظر اور بعد کے واقعات و شواہد نے اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہنے دی کہ یہ اغوا قادیانیوں کی کارروائی ہے اور اس کی ذمہ داری مرزا طاہر احمد

ناشر: مولانا عبید اللہ انور ● مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور ● مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

اور دیگر سرکردہ قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے۔

ان کے بعد لاہور کے مولانا قاری محمد اشرف ہاشمی کا اغوا بھی ہنوز ایک معمہ کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے اور بعض حلقے قرائن کی بنیاد پہ اس خدشہ کا اظہار کر رہے ہیں کہ یہ اغوا بھی غالباً قادیانی گروہ کی منظم کاروائیوں کا ایک حصّہ ہے۔ اور اب مولانا اللہ یار ارشد کے اغوا کی کوشش، ان پر قاتلانہ حملہ، ربوہ کے معروف قادیانی کی کوٹھی سے زخمی حالت میں ان کی برآمدگی اور ان پر قاتلانہ حملہ کے الزام میں سرکردہ قادیانیوں کی گرفتاری نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ قادیانی گروہ ملک میں امن وامان کو تباہ کرنے اور بدامنی پیدا کر کے بیرونی قوتوں کی مداخلت کے لئے راہ ہموار کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

اس سلسلہ میں ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ ۱۹۷۴ء کے آئین سے گلو خلاصی اور پاکستان میں بیرونی قوتوں کی دخل اندازی قادیانی گروہ کے مفاد میں ہے اور یہ فسطائی گروہ ان مقاصد کے حصول کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اسے اپنے وجود اور زندگی کی آخری معرکہ آرائی سمجھ کر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار نظر آتا ہے۔

ظاہر بات ہے کہ ۱۹۷۴ء کے آئین کی تنسیخ اور بیرونی مداخلت سے دلچسپی رکھنے والے تمام عناصر کا تعاون یا ہمدردیاں یقیناً اس گروہ کو میسّر ہیں اور انہی مشترک دلچسپیوں کے سہارے قادیانی گروہ ملک میں بدامنی اور انار کی صورت حال پیدا کرنے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے۔

اس پس منظر میں مولانا اللہ یار ارشد کا واقعہ کوئی شخصی یا وقتی معاملہ نہیں بلکہ منظم اور مربوط منصوبہ بندی کا حصّہ ہے اور حکومت کو اسے اسی پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر اللہ یار ارشد کیس کے ملزموں کو تفتیش کے لئے پنجاب پولیس کے معروف مراحل سے گذارا جائے تو یہ نہ صرف مولانا محمد اسلم قریشی اور قاری محمد اشرف ہاشمی کا معمّہ حل ہو سکتا ہے بلکہ وطن عزیز کو بدامنی اور تباہی سے دوچار کرنے کی منظم سازش کے تار و پود بھی بکھر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ متعلقہ حکام اندرونی اور بیرونی دباؤ سے بے نیاز ہو کر حبّ الوطنی کے جذبہ کے ساتھ اس کیس کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

قادیانی ڈاکٹر کا قتل اور پولیس کا رویّہ

رمضان المبارک کے دوران فیصل آباد کا ایک معروف قادیانی ڈاکٹر عبدالقادر قتل ہو گیا۔ ایف آئی آر کے مطابق قاتل نعیم اللہ ہاشمی نامی ایک نوجوان ہے۔ یہ نوجوان گوجرانوالہ کے معروف کشمیری راہ نما مولانا عبدالعزیز راجوروی مرحوم کا عزیز ہے اور رشتہ میں اُن کا پوتا لگتا ہے۔ مولانا راجوروی تحریک ختم نبوّت کے پرجوش راہنماؤں میں سے تھے اور ان کا خاندان دینی گھرانہ اور دینی خدمات سے سرشار خاندان ہے۔ نعیم اللہ ہاشمی کے بارے میں بھی اس کے قریبی حلقے بتاتے ہیں کہ پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجّد گذار نوجوان ہے۔ مبینہ طور پر نعیم اللہ ہاشمی مذکور فیصل آباد کی ایک مل میں ملازم ہے اور رخصت کے لئے میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی غرض سے ڈاکٹر مذکور کے پاس گیا تو اس نے قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ اور اہل اسلام کے بارے میں ایسی باتیں کہیں جس سے اس کے مذہبی جذبات مشتعل ہو گئے۔ اس سے تلخی بڑھی اور نوبت اس ڈاکٹر کے قتل تک پہنچ گئی مگر قریبی حلقوں کے مطابق پولیس نے اس نوجوان کو

(باقی ۲۰ پر)

مسلمان کی عید یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو جائے

آج پوری امّتِ مسلمہ مسائل و مشکلات میں گھری ہوئی ہے

عراق اور ایران کی جنگ ملّت اسلامیہ کیلئے ناسور بن چکی ہے

بھارتی مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے !

قوم کے اخلاق سنوارنے کے بجائے انہیں وی سی آر کی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں

خطبہ عید

مرتب

عبدالرشید انصاری

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبَید اللہ انور مدظلہم ○

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

امابعد:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمؕ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۝

مثال ان لوگوں کی جو (اللہ کے عطا کردہ) اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (زمین میں بوئے جانے والے) اس دانے کی ہے جو اُگے اور اس کو لگیں سات بالیاں (سِٹّے) اور ہر بالی میں ایک سو دانہ ہو۔ پس (ایسے ہی) اللہ تعالیٰ اضافہ کرتا ہے جس کے لئے (جتنا) چاہے اور اللہ وسعت دینے والا جاننے والا ہے۔

حضرات گرامی ! آج عید کا دن ہے ہر مومن مرد عورت کے لئے آج مسرت و شادمانی کے لمحات بڑی سعادت و برکت کا موقع ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدٌ وَّھٰذَا عِیْدُنَا یعنی ہر قوم کے لئے عید ہوتی اور آج کا دن ہمارے لئے عید ہے۔ اس لئے آج ہر مسلمان کو خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کے دن کو مسلمانوں کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے۔ لیکن یہ بات عجیب ہی نہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج ہر مسلمان حضور اکرمؐ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے عید تو مناتا ہے لیکن عید ہی کو حضورؐ کی سنت آپؐ کی تعلیمات کے خلاف مناتا ہے۔ آج نماز کے بعد گلی کوچوں بازار اور گھروں میں لوگوں کے عید منانے کے طور طریقے جب آپ دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ واقعی وہ شیاطین جنہیں رمضان میں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا آج دندناتے پھر رہے ہیں اور ایک ہی دن میں پورے مہینے کے نیک اعمال کے اثرات کا نام ونشان مٹا دینے کے درپے ہیں۔

بزرگان گرامی ! آج وہ برکتوں والا ماہ مبارک ختم ہو گیا ہے جس میں ہر نیکی کے عوض سو نیکیاں لکھی جاتی تھیں اور ہر نیکی پر دس گنا سے لے کر سات گنا تک اجر و ثواب دیا جاتا تھا لیکن روزہ ان نیکیوں سے مستثنیٰ تھا کیونکہ اس کا تعلق خاص اللہ تعالیٰ کی ذات بزرگ و برتر سے تھا۔ اس لئے اللہ ہی جتنا چاہیں گے اس کا اجر عطا فرمائیں گے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے مسلمانوں کے تمام رونے

قبول و منظور فرما کر ہر روزے کا اجر اپنی شان و بزرگی کے مطابق عطا فرمائے۔ طبرانی میں حضرت سعد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ دن جائزہ کا ہے۔ آسمانوں میں اس کا نام یوم الجائزہ ہے"۔ اس لئے آج ہمیں بھی اپنے اعمال و افکار اور گرد و پیش کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، کس ماحول میں ہیں اور کدھر جا رہے ہیں۔ صورتِ حال یہ ہے کہ آج پوری امت مسلمہ غیروں کی جارحیت اور اپنوں کی غفلت، عیاشیوں، دین سے بغاوتوں باہمی انتشار و فساد اور داخلی جنگ و جدال کے نتیجے میں بڑے کٹھن حالات اور مشکل مسائل سے دوچار ہیں۔

اندرون ملک عامۃ الناس کی جان و مال عزت و آبرو غیر محفوظ ہے چوروں اور ڈاکوؤں کا راج ہے وہ جب چاہتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں لوٹتے اور مولی گاجر کی طرح کاٹ پھینکتے ہیں۔ دن دہاڑے اغوا ڈاکے اور بسوں گاڑیوں کو لوٹنے کے واقعات روز کا معمول ہیں۔ اقتصادی معاشی طور پر متوسط طبقہ اور مفلوک الحال پسماندہ لوگ گرانی مہنگائی کے شدید بوجھ تلے سسک رہے ہیں حکومت کی طرف سے اسلامی نظام کے دعووں کا تقاضا تھا کہ لوگوں کی اخلاقی حالت سدھار نے انہیں لغو بے ہودہ اسراف و فضولیات سے بچانے کے لئے اقدامات کئے جاتے مگر ستم ہے کہ ہمارے مرکزی وزیر خزانہ نے وی سی آر کو قانونی تحفظ فراہم کر دیا ہے۔ عوام نے کون سی تحریک چلائی تھی کہ وی سی آر ہمیں دو ورنہ بھوکے مر جائیں گے۔ وزیر خزانہ نے حقیقت یہ ہے کہ وی سی آر بنانے والی غیر ملکی کمپنیوں پر احسان عظیم کیا اور اپنے ملک کے عوام پر ظلم کی حد کر دی ہے۔ غریب پسماندہ اور متوسط لوگ جو تھوڑے بہت دین کے قریب ہیں اللہ رسول کا نام لیتے ہیں یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وی سی آر اپنے گھروں میں رکھیں اور اس پر علماء کی تقاریر اور تعلیم و تربیت کے پروگرام اپنے بچوں کو دکھائیں یہ صرف ان لوگوں کی عیاشی کو تحفظ دیا گیا ہے جو اپنی دولت و اختیارات کی بنیاد پر "معزز" بنے بیٹھے ہیں۔

علاوہ ازیں داخلی صورتِ حال سے قطع نظر خارجی طور پر بھی اس وقت ہمارا ملک دشمنوں میں گھرا ہوا ہے۔ ایک طرف ہندوستان کی حکومت اقتدار کو بچانے کے لئے پاکستان کے خلاف ہر روز نیا شوشہ چھوڑ رہی ہے اور دوسری طرف روس افغانستان میں ہمارے دروازے پر آ بیٹھا ہے ایک طرف ایران ہے۔ عرب ممالک کے ہمارے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلق موجود ہونے کی وجہ سے ایران بھی کھلے دل سے ہمارے ساتھ شانہ بشانہ نہیں چل سکتا بلکہ اس پڑوسی ملک کے حالات کی وجہ سے بھی پاکستان کو خاص طور پر بہت سے مسائل درپیش ہیں۔

پینتالیس ماہ سے جاری عراق ایران جنگ مسلمانوں کے لئے ناسور بن چکی ہے۔ اقوام متحدہ غیر جانبدار تحریک مسلم امہ امن کمیٹی اور دنیا بھر کے تمام اداروں اور سربرآوردہ شخصیات نے زور لگا لیا۔ عراق کی حد تک تو مسئلہ ٹھیک ہے کہ عراق نے امن و صلح کی ہر کوشش کو تسلیم کیا ہے۔ مگر ایران کا حکمران طبقہ اس جنگ کو بند کرنے پر آمادہ نہیں۔ ہزاروں انسان موت کے منہ میں جا چکے ہیں شہروں کے شہر تباہ ہو گئے معیشت برباد ہو گئی ہے لیکن ضد اور ہٹ دھرمی ہے کہ اس کا کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ اب بھی رمضان کے آخری دنوں میں ہمارے صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور سعودی عرب کے حکمران سر جوڑ کر سوچتے رہے ہیں کہ اس خون خرابے کو کیسے بند کرائیں؟ لیکن ان کے سوچنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا جب کہ ایک فریق امن و صلح کی بات مانتا ہی نہیں۔ اور دکھ کی بات یہ ہے کہ ایران کے حکام اس کو اسلامی انقلاب پھیلانے کی جنگ قرار دے رہے ہیں۔ یہ کیسا اسلامی انقلاب ہے جس کے علمبردار دوسرے مسلمانوں کو صحیح مسلمان ہی

نہیں مانتے۔ اسرائیل سے اسلحہ خرید کر ایک پڑوسی مسلمان ملک کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔ اسلام تو نام ہی سلامتی اور امن کا ہے وہ آپس میں محبت و اخوت کے قیام کا درس دیتا ہے۔ دنیا میں جب پہلا اسلامی انقلاب رونما ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو خون کے پیاسوں کے لئے بھی معافی کا اعلان کر دیا تھا۔ فرمایا لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یہ تھا اسلامی اور محمدی انقلاب۔ حضور اکرم صلعم نے تو کافروں کو بھی منع کر دیا تھا اور یہاں پانچ سال گزرنے کے بعد بھی لوگوں کو سزائے موت دی جا رہی ہے۔ عقائد کا حال یہ ہے کہ ہر مسلمان دعا کرتا ہے یا اللہ تو مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے اور یہاں ہر اشتہار پر لکھا ہوتا ہے اَدْرِکْنِیْ یَاصَاحِبَ الزَّمَانِ۔

ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں وحشت و درندگی کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی تشدد پسند اور متعصب ہندو تنظیمیں بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کرتی ہیں عورتوں بچوں اور حتیٰ کہ مویشیوں تک کو زندہ جلا دیا جاتا ہے اور پاکستانی قوم کو وی سی آر دیکھنے کی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ غریب پسماندہ لوگوں پر دیہات و قصبات میں مظالم اور ان کی عورتوں کی بے حرمتی کے علاوہ۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ آئے دن دین کے دشمن اہل حق اور علماء کے خلاف پر تشدد کارروائیاں کر رہے ہیں قادیانیوں نے ڈیڑھ سال پہلے ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کیا ان کا آج تک پتہ نہیں نہ ان کے مجرم پکڑے گئے جن پولیس افسروں کے عہد میں مولانا اسلم قریشی کا اغوا ہوا اور انہوں نے مجرموں کو نہیں پکڑا انہیں نااہل قرار دینے کی بجائے ترقیاں مل رہی ہیں۔ پھر لاہور کے قاری محمد اشرف اغوا ہوئے اور ان کا کچھ معلوم نہیں اور اب ربوہ میں مسلمانوں کی مسجد کے خطیب اور مجلس احرار کے مبلغ مولانا اللہ یار ارشد کو اغوا کر لیا گیا کسی نے دیکھ لیا تھا اس لئے مولانا کو برآمد کر لیا گیا اور جان بچ گئی ان کے پاؤں میں سوئے مارے گئے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا اور اب تک وہ چنیوٹ کے ہسپتال میں پڑے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ اور دین کی خدمت کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

مختصراً یہ ہیں وہ حالات جن میں آج ہمیں عید الفطر آئی ہے اس کے علاوہ ہر شخص اپنے طور پر کسی نہ کسی مسئلے میں الجھا ہوا ہے۔ ان باتوں کا حل صرف یہ ہے کہ دین پر عمل کرنے اور دین کی خاطر قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائیں دنیا کے لہو و لعب میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت خراب کرنے کے بجائے اپنے اندر برائی کو مٹانے اور حق کی بالادستی قائم کرنے کے لئے جذبہ جہاد پیدا کریں۔ ہماری عید تبھی عید بن سکتی ہے کہ امت مسلمہ مضبوط و متحد ہو ہمارا ملک مستحکم اور فتنوں سے محفوظ ہو۔

ع عید آزاداں شکوہ ملک و دیں

مسلمان کی اصل عید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے اس کے برے عملوں کے باعث ناراض ہو پھر اس کی زندگی میں ہزاروں عیدیں بھی اگر جمع ہو جائیں تو اس کے کوئی خوشی اور مسرت نہیں ہے۔ جن لوگوں نے پورے رمضان کے روزے رکھے بغیر شرعی عذر کے کوئی روزہ نہیں چھوڑا۔ جھوٹ غیبت لڑائی جھگڑا اور مخلوق خدا کو دھوکہ فریب دینے سے پرہیز کیا راتوں کو قرآن سنا اور پڑھا ان کے لئے آج کا دن حقیقی عید ہے کیونکہ آج ان کی مغفرت اور بخشش کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ تم بتاؤ کہ اس مزدور کو کیا جزاء دینی چاہیئے جس نے اپنے ذمہ کام پورا کیا ہو تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب اسے پوری جزاء (مزدوری) عطا فرمائی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے

اسلامی معاشرہ میں سودی نظام معیشت کو کسی طرح برداشت نہیں کیا جاسکتا

محمد سمیع اللہ صاحب
اسلام آباد

حکومت پاکستان کے اندرونی اور بیرونی مالی لین دین میں سود کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ملک کے قیمتی زرمبادلہ کا کم و بیش ۱/۵ حصہ صرف غیر ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگی میں خرچ ہو جاتا ہے۔ اندرونی اور بیرونی لین دین میں سود کا عنصر بدستور کارفرما اور غالب ہے۔

پچھلے سات سالوں میں پاکستان میں تدریجی عمل اور جزوی تبدیلیوں سے نفاذ اسلام کی جو کوششیں ہو رہی ہیں، وہ اس لحاظ سے کامیاب نہیں ہوسکتیں کہ خیر ایک قدم آگے بڑھانا اور شر ایک ہزار قدم آگے بڑھ کر اس کے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کی مثال کچھ اس طرح کی ہے کہ سیلاب آ رہا ہو اور ہم بجائے ہنگامی بنیادوں کے بند تعمیر کرنے کے تدریجی عمل سے تھوڑی تھوڑی مٹی پھینکتے رہیں۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہ ہوگا کہ وہ مٹی بھی سیلاب کے پانی میں گھل مل کر بے کار ہو جائے گی۔ لہٰذا وقت کا ناگزیر تقاضا ہے کہ سوڈان کی حالیہ مثال کو سامنے رکھتے ہوئے (جہاں بیک قلم سود پر قانونی تحفظ ہٹا لیا گیا ہے) نفاذ اسلام کا کام ٹھوس بنیادوں پر جرات مندانہ اقدامات اختیار کر کے تیز تر کیا جائے۔ ہم جب تک رحمۃ اللعلمین کے اس باوقار اعلان کے نقش قدم پر چل نہیں دیتے اس لعنت سے چھٹکارا نہیں پا سکتے کہ جب اعلان فرمایا تھا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آج سے سودی لین دین ختم کیا جاتا ہے میں سب سے پہلے اپنے چچا عباس کا تمام سود معاف کرتا ہوں اور اب صرف اصل رقم ہی وصول کی جائے گی اور پھر اس دن کے بعد کسی نے اسلامی معاشرہ میں نہ سود لیا اور نہ سود دیا۔ اسی عزم کی اب ضرورت ہے۔

قیام پاکستان کے ۳۷ سال گذر جانے کے بعد بھی وہی سودی نظام معیشت بدستور مسلط ہے بلکہ اور مستحکم ہوتا جا رہا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے جون ۱۹۸۰ء میں اپنی بافیمت مطبوعہ رپورٹ بابت خاتمہ سود میں سفارش کی تھی کہ بیع مؤجل یا موجودہ مارک اپ سسٹم کا استعمال بڑی احتیاط کے ساتھ صرف ایسے معاملات میں کیا جانا چاہئے جہاں اس کے سوا چارہ نہ ہو۔ لیکن افسوس ہے کہ حکومت کی تحویل میں آنے والے بنکوں نے اس طریقے کو نفع "نقصان میں شرکت" کے لین دین میں بطور پالیسی اختیار کر لیا ہے۔

پاکستان کے تمام تجارتی بنک جو نفع نقصان میں شرکت کی بنیاد پر بچتیں اور امانتیں وصول کرتے ہیں وہ اپنے لین دین میں زیادہ سے زیادہ بیع مؤجل یا مارک اپ سسٹم کو اپنا رہے ہیں۔ اگرچہ پاکستان کی نام نہاد سود سے پاک بنکاری کی کامیابی کے بارے میں بڑھ چڑھ کر بیانات دئے جا رہے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ نفع نقصان میں شرکت کے کھاتوں میں وصول ہونے والی امانتوں کی مقدار ۳۱ مارچ ۱۹۸۳ء کو ۲.۴م ابلین روپے تھی۔ جو ملک کی تمام بچتوں اور میعادی امانتوں کی کل رقم یعنی ۴م افیصد کے برابر ہے نفع نقصان میں شرکت کے کھاتوں میں وصول ہونے

والی اس رقم کا بیشتر حصہ مارک اپ سسٹم کے تحت اجناس تجارت سے متعلق سکیموں کی سرمایہ کاری میں لگایا گیا۔

مسلم محققین اور مفکرین کے حلقوں میں اس امر کا حقیقی خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ اگر نفع نقصان میں شرکت کے لین دین میں سود کے بجائے مارک اپ کے طریقے کو وسیع تر بنیادوں پر زیر استعمال لایا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حقیقی معنی میں سود کو ختم کرنے کے بجائے صرف اس کا نام بدل دیا گیا ہے۔ نفع نقصان میں شرکت کا طریقہ اپنی موجودہ صورت میں سود کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ اور صرف ایک ناجائز چیز کو جائز قرار دینے کی کوشش ہے۔ اس لئے اگرچہ یہ طریقہ بنیادی طور پر مخصوص حالات میں اسلام کی رو سے ممنوع نہیں ہے لیکن اس کا وسیع تر بنیادوں پر استعمال جائز نہیں کیونکہ مارک اپ سسٹم اور سود میں ظاہری طور پر کوئی فرق نہیں۔

اسلام کے نظام اقتصادیات میں سود سے پاک بنکاری بنیادی اہمیت کی حامل ہے لیکن پاکستانی بنکوں میں سودی کاؤنٹروں کے ساتھ ساتھ جنوری ۱۹۸۱ء سے سود سے پاک جو کاؤنٹر کھولے گئے ہیں ان کے پیچھے جو اصول کام کر رہا ہے وہ بذات خود قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ربوا (سود) ایک ایسی چیز ہے جس سے بچنا صرف ان مسلمانوں کے لئے ضروری ہے جو نیکی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہوں۔ ایسے لوگ اپنا کاروبار سود سے پاک کاؤنٹروں کے ذریعے سے کر سکتے ہیں۔ حالانکہ سود کی حرمت کا اطلاق بلا امتیاز تمام مسلمانوں پر ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ جیسے پاک مال کو سود سے منہا کر کے صرف نظام زکوٰۃ کی برکات سے قوم کو محروم کر دیا گیا ہے بلکہ اُلٹا سودی نظام کو استحکام دیا گیا ہے!

قرآن مجید میں ربوا کو بڑی وضاحت سے اور پورے زور کے ساتھ حرام قرار دیا گیا ہے اور مسلمانوں کے تمام مکاتب فقہ میں اس مسئلے پر پورا پورا اتفاق رائے رکھتے ہیں کہ لفظ ربوا کا اطلاق سود (Interest) کی تمام قسموں اور صورتوں پر ہوتا ہے چنانچہ اس امر کا حقیقی خطرہ موجود ہے کہ سودی بنیادوں پر لین دین کے لئے ایک چور دروازہ کھولنے کی غرض سے نفع نقصان میں شرکت کے نظام (P.L.S) کا استعمال اس کی موجودہ صورت میں جاری رہے گا۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بنکاری اور مالیات کے نظام سے بحیثیت مجموعی سود کا خاتمہ ایک دلیرانہ اقدام ہوگا جس کے نتیجے میں بلاشبہ ابتداء میں بہت سے مسائل اور مشکلات پیدا ہوں گی۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب ایک مرتبہ پورے اخلاص اور دلجمعی کے ساتھ نئے انتظامات پر عمل درآمد کا آغاز ہو جائے گا اور سنجیدگی کے ساتھ کام کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے تمام مشکلات پر قابو پا لیا جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ (جو میرے دین کی مدد کرے گا میں اس کی مدد کروں گا)

اسلامی نظام اقتصادیات کی برکتوں اور فیض رسانیوں سے فائدہ صرف اس صورت میں اٹھایا جا سکتا ہے جب کہ صحیح معنوں میں سود کا مکمل انسداد کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ نفع و نقصان میں شرکت کے نظام میں دانستہ یا نادانستہ جو خامیاں اور کوتاہیاں راہ پا گئی ہیں ان میں علمائے حق کے مشورہ سے فوراً ترمیم و اصلاح کر دی جائے، تاکہ قوم کو سود کی لعنت سے نجات مل سکے۔ جو ہماری معیشت و قومی وسائل کو گھن کی طرح کھا رہا ہے اور ہماری بہت سے اقتصادی مشکلات و مصائب کا ذمہ دار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی آبادی میں زناکاری اور سودخوری کا دور دورہ ہو جاتا ہے تو وہ آبادی اس امر کی مستحق ہو جاتی ہے کہ وہاں کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔

....

غیر ملکی امداد سے چھٹکارا کیوں کر ہو؟

اب وقت آگیا ہے کہ غیر ملکی حکومتوں اور بین الاقوامی مالی اداروں کو یہ بتا دیا جائے کہ پاکستان اپنے ہاں اسلامی شریعت نافذ کرنے کے عمل کا آغاز کر چکا ہے جس میں سود کا لین دین ممنوع و حرام ہے۔ اس مسئلے کا تصفیہ ان کے ساتھ گفت و شنید کے ذریعہ کر کے ایسے ذرائع و وسائل تلاش کر لئے جائیں جن کے ذریعہ سود کے بجائے دوسری بنیادوں پر لین دین کیا جا سکے (جیسے مساوی حصہ داری وغیرہ) ایسی بات چیت جس کے ذریعے سود سے پاک لین دین کا کوئی طریقہ دریافت کیا جا سکے ایک عرصے سے ٹلتی چلی آ رہی ہے لیکن اب اس میں مزید تاخیر نہ ہونی چاہئے۔

صدر سوڈان کے مشیر ڈاکٹر حسن ترابی (جنہوں نے دسمبر ۱۹۸۳ء کے دوسرے ہفتہ میں پاکستان میں تین محفلوں سے خطاب کیا) کے الفاظ میں یہ ادارے ہمارے متوازن اور منافع بخش نظام کو بھی اپنا سکتے ہیں بشرطیکہ مسلم ممالک اجتماعی طور پر اسلام کے اقتصادی نظام کو اپنائیں اور اسے نافذ کریں جس کے لئے صرف ایمان کی پختگی اور جذبہ درکار ہے۔

غیر ملکی امداد کے سہارے ملکی معیشت چلانا پوری قوم کو احساس کمتری کا شکار بنا دیتی ہے۔ جھوٹی اقدار کے مطابق زندگی بسر کرنے کا رجحان اخلاقی اور معاشرتی طور طریقوں کو بدل کر بدل کر رکھ دیتا ہے۔ اور تن آسانی کی عادت ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنے وسائل سے باہر رہ کر دوسروں کے طرز معاشرت کو اپنانے میں لگ جاتے ہیں جو کہ ہمارے اخلاقی اور روحانی فکروں سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتی۔ ماضی میں پاکستان کی ترقی پنج سالہ منصوبوں کے تحت مرحلہ وار صورت میں ہوتی رہی ہے لیکن یہ ترقی غیر ملکی "امداد" کی بنیاد پر ہوتی رہی ہے (اصل میں لفظ امداد کا استعمال غلط طور پر ہو رہا ہے اس لئے کہ امداد کوئی عطیہ نہیں ہوتی بلکہ مہاجن کے قرضے ہوتے ہیں جو بازار کی شرح سود پر دئے جاتے ہیں) اور ہمارے اس مطلوبہ ہدف سے ہٹ کر ہوتی رہی ہے کہ آمدنی کی تقسیم بنیادوں پر ہو اور معاشرے کی کم آمدنی رکھنے والے افراد کا معیار زندگی بلند ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زیادہ آمدنی رکھنے والوں اور کم آمدنی رکھنے والے طبقات کے درمیان فرق بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ جس سے معاشرتی بگاڑ اور افراط و تفریط پیدا ہو گئی ہے۔ ایسے معاشرتی اور اقتصادی مسائل کا علاج یہ ہے کہ غیر ملکی قرضوں پر سختی سے پابندگی عائد کر دی جائے اور اپنے وسائل کے مطابق زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالی جائے۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ۱۹۵۳ء تک جب کہ ہم نے انتہائی شرح سود پر غیر ملکی تجارتی قرضے لینے شروع نہیں کئے تھے پاکستان اپنی غذائی ضروریات اور دیگر معاملات میں خود کفیل تھا لیکن اب صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ اب ہمیں اپنے پہلے لئے ہوئے قرضوں پر سود ادا کرنے کے لئے مزید قرضے لینے پڑتے ہیں اور قرضے لینے اور سود ادا کرنے کا یہ مہیب دائرہ مزید بڑھتا اور پھیلتا جا رہا ہے۔ اس دلدل سے نکلنے کے لئے جس میں ہم نے خود اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے کر پھنسا لیا ہے (ہم نے سودی نظام کے اس پودے کو جسے ہمارے نو آبادیاتی آقاؤں نے اپنے دورِ استبداد میں یہاں لگایا تھا۔ نہ صرف تحفظ فراہم کیا ہے بلکہ اس کی مزید آبیاری کی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے) یہ ضروری ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ملکی اقتصادیات اور معاشرتی زندگی سے بغیر کسی ذہنی تحفظ کے سود کا قطعی طور پر انسداد کر دیا جائے۔ سود سے پاک معیشت ہی جس کی بنیاد شراکت اور مضاربت کے اسلامی اصولوں پر رکھی گئی ہو، معاشرتی انصاف اور آزاد کاروبار

کی ضمانت مہیا کرتی ہے۔ اور وہی عوام کے معاشی مسائل اور ملک کے اقتصادی امراض کا علاج ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ خواہ ہم اس امر کا احساس کریں یا نہ کریں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بیشتر اقتصادی اور معاشرتی مسائل کا بنیادی سبب، سودی نظام ہے جس کی جڑیں اب بہت گہری ہو چکی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ غیر ملکی امداد کے بغیر ملک کی اقتصادی ترقی کی رفتار متاثر ہوگی اور ترقیاتی منصوبے بند ہو جائیں گے۔ ہم قوم اور ملک کی منصوبہ بندی کرنے والوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ سود کے بل بوتے پر حاصل کردہ غیر ملکی امداد (جو قہر الٰہی کو کھلی دعوت ہے) سے جو تعمیر کردہ کروڑوں روپے کے کارخانے ان کے لئے قابل فخر ہیں وہ چند سیکنڈوں میں ایک زلزلہ کے جھٹکے سے زمین دوز ہو سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں اطاعت خداوندی کی فکر کرنی چاہئے۔ اور قہر الٰہی کو دعوت دینے والی موجودہ پالیسی کو فوراً ترک کرنا چاہئے۔

مندرجہ بالا گذارشات اس غرض سے پیش کی گئی ہیں کہ ارباب اقتدار ان پر سنجیدگی سے غور کریں اور اس سلسلے میں ضروری اقدامات بلا تاخیر کریں۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے ہاں بری الذمہ ہو جائیں اس لئے اللہ کے نزدیک سود سے زیادہ قابل مذمت و ملامت کوئی چیز نہیں جس کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۷۹ میں سخت ترین وعید سنائی گئی ہے۔ جب تک پاکستان میں تقاضائے مصلحت یا کسی اور عامل کے پیش نظر اس برائی کو نظر انداز کیا جاتا رہے گا اور مٹایا نہیں جائے گا۔ اسے اپنے آپ کو اسلامی مملکت کہنے کا حق نہ ہوگا کیونکہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کی رو سے یہ درحقیقت اس وقت اللہ اور اس کے رسول سے برسر جنگ ہے۔ حدیث پاک میں ہمیں یہ بات بڑی وضاحت سے بتا دی گئی ہے کہ "سود کا ایک درہم جو کوئی شخص جان بوجھ کر لیتا ہے وہ ۳۶ بار زنا کرنے سے زیادہ سنگین ہے۔" اور یہ کہ "سود خوری کے ستر درجے ہیں جن میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔" (ابن ماجہ)

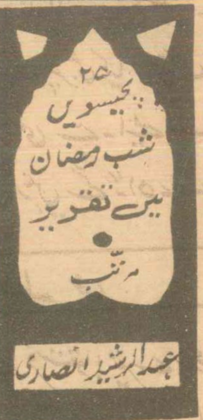
ایسی سخت آسمانی وعیدوں اور سزا کی دھمکیوں کے باوجود، جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں پیش کی گئیں پاکستان میں غالباً اسلام کے کسی اور حکم کی ایسی مٹی پلید نہیں ہو رہی جیسی سود سے متعلق اس حکم کی۔ اسی سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہاں اتنی بے چینی، گرانی، خشک سالی، ظلم، حرص، رشوت ستانی اور بے پناہ معدنی دولت کے باوجود اتنی غربت و افلاس کیوں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآنی وعید کے سنگین نتائج پر غور و فکر کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم اس کی ناراضگی اور مزید غیظ و غضب کو دعوت دینے کی جہالت و نادانی سے بچ سکیں۔

"اور جس نے پھر بھی کیا (یعنی جس نے سود لیا) وہ جہنمی ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ ہی جہنم میں رہیں گے۔" (۲-۲۷۵)

بقیہ : خطبہ عید

ہیں اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری بندیوں نے میرے فرض کو پورا ادا کر دیا اور اب وہ دعا کے لئے اپنے گھروں سے آئے ہیں مجھے اپنی عزت کی اپنی بزرگی کی اپنے کرم کی اور اپنی عظمت شان کی قسم ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتے ہیں اب تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ کہ میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا مسلمان (عیدگاہوں سے) واپس ہوتے ہیں تو ان کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لئے آج قیام و صیام کے مہینے رمضان کا احترام کرنے اور دین و شریعت کے احکام کی تابعداری کرنے والوں کی عید ہے دعا فرمائیں کہ آج اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی بخشش و مغفرت فرمائیں گے ان میں ہمیں بھی شامل کر لیا جائے پاکستان میں اسلام کا بول بالا ہو کشمیر اور ہندوستان کے مسلمانوں کی مشکلات اللہ تعالیٰ آسان فرمائے اور مسلم رہنماؤں کو اللہ تعالیٰ ہمت دے کہ وہ ایران و عراق کو اس بے مقصد جنگ بند کرنے پر آمادہ کر سکیں۔



دن کا روزہ — راتوں میں قیام — آخری عشرے میں اعتکاف

رمضان المبارک کی خصوصی عبادات ہیں

روزہ اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے ان کی سفارش قبول ہو گی

رمضان صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے

مسجد مولانا ابراہیم انارکلی میں جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کا ایمان افروز خطاب

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا جو ہدایت ہے لوگوں کے لئے اور روشن دلیلیں ہدایت کی اور فرق کرنے والا ہے۔ پس جو کوئی پائے اس مہینہ کو تم میں سے تو اس کے روزے رکھے۔

حضرات گرامی! رب السمٰوٰت والارض کا بہت بڑا احسان و انعام ہے کہ اس نے رحمت، مغفرت اور جہنم سے نجات والا مہینہ "رمضان" ہمیں عطا فرمایا دوسرے گیارہ مہینوں پر رمضان المبارک کو فضیلت و برتری اسی لئے حاصل ہوئی کہ اس میں قدر و منزلت اور مقدر والی وہ رات آئی جب مالک الملک نے قوموں اور ملتوں کی تقدیر کا فیصلہ صادر فرمایا اور حکمت و نبوت کا وہ سلسلہ جو ہزاروں سال میں بنی اسرائیل نسلاً بعد نسلٍ چلا آرہا تھا وہ ان سے لے کر بنی اسمٰعیل کو عطا فرما دیا۔ اس لئے یہ رات یقیناً خیر من الف شہر ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس ماہ مقدس میں اپنی آخری کتاب حکمت و ہدایت قرآن مجید نازل فرمائی۔ جس رات میں قرآن نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے بہتر قرار پائی۔ اور اس کا نام لیلۃ القدر لکھ دیا گیا۔ جس مہینہ میں یہ انقلاب رحمت ہوا اسے رحمت، مغفرت، جہنم کے عذاب سے نجات صبر اور مواساۃ و غمخواری کا مہینہ قرار دے دیا گیا۔ لسان نبوت سے ارشاد ہوا شعبان شہری و رمضان شہراللہ (شعبان میرا اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس مہینہ میں اللہ نے روزے فرض کر دئے اور راتوں کا قیام یعنی تراویح اور تہجد وغیرہ کو تطوعًا نفلی عبادت مقرر کر دیا ہے جو اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کوئی سنت یا نفلی عبادت کرے گا۔ اسے اس مہینہ کی نفلی عبادت کا ثواب دوسرے مہینوں کی فرض عبادتوں کے برابر دیا جائیگا اور جو فرض ادا کرے گا اسے دوسرے مہینوں کے ستّر فرضوں کا ثواب دیا جائے گا۔

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے — یہ مواسات و غمخواری اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق

اضافہ کر دیا جاتا ہے جس نے اس مہینہ میں اللہ کی رضا اور قرب و ثواب حاصل کرنے کے لئے کسی کا روزہ افطار کرایا۔ تو یہ عمل اس کے لئے گناہوں کی بخشش اور دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائے گا اور اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔ صحابہ کرامؓ کے سوال کرنے پر آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرما دیں گے جو دودھ کی تھوڑی سی لسّی یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے گا اور جو کوئی روزہ رکھنے والے کو افطاری کروانے کے علاوہ پورا کھانا کھلا دے اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض کوثر سے پانی پلوا کر ایسا سیراب کر دیں گے کہ پھر اسے کبھی پیاس نہ لگے گی حتّٰی کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا یہ وہ مہینہ ہے کہ اوّل حصّہ اس کا رحمت کا ہے اور درمیانہ حصّہ مغفرت کا ہے اور آخری حصّہ آگ سے آزادی پانے کا ہے۔

نبی رحمتؐ نے فرمایا جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام اور خادم کے کام کو نرم اور کم کر دے۔ اللہ تعالےٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اس کے گناہوں کو معاف فرما کر جہنم سے آزاد کر دے گا۔

یہ ہے ماہ رمضان کی شان و عظمت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ شعبان کے آخری دنوں میں رمضان کی آمد سے پہلے ایک خطبہ میں بیان فرمائی ہے۔

نماز تراویح، روزہ اور اعتکاف رمضان کی خصوصی عبادتیں ہیں۔ نماز تراویح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے ہمراہ تین مرتبہ ادا فرمائی اور پھر آپؐ جماعت تراویح کے لئے اسلئے تشریف نہ لاتے کہ یہ محبوب ترین عبادت امت پر فرض نہ قرار دے دی جائے پھر امت کے کمزور اور عام لوگ اس فریضہ کو ادا نہ کر سکے تو گنہگار ہوں گے صحابہ کرامؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں بھی الگ الگ طور پر اور چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی صورت میں نماز تراویح پڑھتے رہے حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن مجید اور امت کے لئے یہ عظیم کارنامہ انجام دیا کہ مساجد میں نماز تراویح کی ایک جماعت قائم کرنے کا حکم دیا۔ دین تو حضور اکرمؐ پر مکمل ہو چکا تھا اب تراویح کے فرض ہونے کا کوئی امکان نہ رہا۔ اس لئے حضرت عمر فاروقؓ نے اس روح پرور تلاوتِ قرآن اور قیام رمضان کی مسنون عبادت کے باقاعدہ قیام کا امّت کو حکم دیا جس سے رمضان میں مسجدیں نمازیوں سے آج تک بھری نظر آتی ہیں اور امت میں قرآن مجید یاد کرنے دہرانے اور یاد رکھنے کا سلسلہ بھرپور انداز میں جاری ہو گیا۔ جو تا قیام قیامت انشاءاللہ تعالیٰ جاری و ساری رہے گا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کے نماز تراویح پڑھنے راتوں کو قیام کرنے اور قرآن پڑھنے اور سننے کا برابر ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو اسی طرح نور سے بھر دے جس طرح انہوں نے ہماری مسجدوں کو قرآن اور صلوٰۃ تراویح کے اہتمام سے منوّر کر دیا۔

رمضان کی دوسری خصوصیت روزہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ہم نے تمہارے لئے اسی طرح فرض کیا ہے جیسے تم سے

پہلی امتوں پر روزے فرض کئے گئے تھے۔ روزے کے اجر و ثواب کے بارے میں حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہر نیک عمل کے ثواب میں دس گنا سے سات سو گُنا تک کا اضافہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کر دیا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں روزہ میرا بندہ میرے لئے رکھتا ہے اور میں ہی (اپنی مرضی کے مطابق جس قدر چاہوں گا) اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ کیونکہ میرا بندہ میرے لئے اپنی نفسانی خواہشات اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا روزہ دار کے لئے دو مسرّتیں اور دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطاری کے وقت اور دوسری اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی ہلکی ہلکی بساند اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک و عنبر کی خوشبو سے بھی زیادہ قدر و منزلت والی ہے اور روزہ (دنیا میں گناہوں سے بچنے کے لئے اور آخرت میں عذاب جہنم سے بچاؤ کے لئے) ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہئے کہ وہ لغو و فحش باتیں نہ کرے شور و ہنگامہ نہ کرے اور کوئی دوسرا اس کے ساتھ گالی گلوچ اور جھگڑا فساد پہ اتر آئے تو اسے کہہ دے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمام مسلمان روزے رکھیں اور روزے کا احترام اور تقاضے پوری طرح انجام دیں تو مسلم معاشرہ امن و خلوص اور محبت و اخوتِ اسلامی کا جنّت نظیر گہوارہ بن جائے گا مگر آج دیکھ لیں کہ رمضان کا بابرکت مہینہ ہے، مسلمانوں کا ملک ہے۔ سینما گھر بھی چل رہے ہیں۔ نشریاتی ادارے فلمیات اور جنسیات و لغویات کی اشاعت سے توبہ کرنے کو تیار نہیں۔ یہ محرّم کے دس دنوں میں تو نواسۂ رسول حضرت حسینؓ کے بڑے غمخوار اور ان سے محبت کے اجارہ دار ہونے کے مدعی بنتے ہیں مگر رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا خوف انہیں کیوں نہیں آتا۔ اور حضرت حسینؓ کے نانا سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سن کر ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ان کا ایمان اور اہلبیت سے محبت کا جذبہ رمضان المبارک میں موجزن ہو کر اعمال گناہ سے توبہ کرنے کی بجائے گہری نیند کیوں سو جاتا ہے کاش! آج کا مسلمان سچا اور کھرا مسلمان بن سکتا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے دین کا مرتبہ و مقام پہچانتا تو قرآن اور روزہ ہی کامرانیوں اور فلاح و نجات کے ضامن بن جاتے ـــــ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ
یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ
اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ
وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ
فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ
النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ
فَیُشَفَّعَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ روزہ اور قرآن کریم بندے کی سفارش کریں گے (یعنی جو شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے، ہر گناہ سے اجتناب کرتا ہے اور رات کو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑا ہو کر قرآن پڑھتا یا سنتا ہے اس کے لئے) روزہ عرض کریگا اے میرے رب! میں نے اس شخص کو کھانے پینے اور

خواہشات نفسانی پورا کرنے سے دن بھر روکے رکھا۔ آج اس کے لئے میری درخواست قبول فرما (اس کے گناہ معاف کر دے اور اسے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے) اور قرآن اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بندے کے لئے کہے گا میں نے اسے رات کو آرام و استراحت اور سونے سے باز رکھا تھا پس اس کے حق میں آج میری سفارش قبول کر کے (اس کے ساتھ معافی، مہربانی اور مغفرت و بخشش کا معاملہ فرمایا جائے)، حضورؐ نے فرمایا پس اُن دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔

رمضان المبارک کی تیسری خصوصیت اعتکاف ہے یہ بھی قرآن مجید کے نزول ہی کا تحفہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ اس وقت کو دھیان میں لائیے جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن غار حرا میں گذار دیا کرتے تھے۔ کچھ ستّو کھجوریں اور کھانے پینے کا تھوڑا بہت سامان ساتھ لے جاتے پھر کفر و عصیاں میں ڈوبی ہوئی نسل انسانی کی سرکشیوں سے دور الگ تھلگ بیٹھ کر انہیں جہنّم کے عذاب سے بچانے، انسانوں اور بتوں کی غلامی سے نجات دلانے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی اور عبادت کی راہ دکھانے کے بارے میں فکرمند، اللہ جانے کتنا کتنا وقت سربسجود اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگتے رہتے۔ غارِ حرا کا اعتکاف نزول قرآن سے پہلے سنّت انبیاء کے مطابق تھا نزول تورات کے موقعہ پر حضرت موسیٰؑ بھی چالیس روز تک کوہ طور پر اللہ کے حضور دعاؤں التجاؤں اور مناجاۃ میں معتکف رہے تھے ایسے ہی حضرت عیسیٰؑ بھی وادیٔ سینا میں انجیل مقدس عطا کئے جانے کے موقعہ پر اللہ کو یاد کرتے رہے۔ قرآن میں فرمایا گیا کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ روزے تم پر فرض کئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے۔ ہمارے نبی حضرت محمّد رسول اللہ علیہ وسلم بھی غارِ حرا میں معتکف رہ کر کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کی صداقتوں اور رحمتوں کو اجاگر کرتے رہے اور شان ختمِ نبوّت کے مطابق مناجات اور دعاؤں کا نذرانہ بارگاہ قدس میں پیش کرتے رہے۔ اس لئے وفاشعاری اور محبت کا تقاضا ہے کہ جب یہ ماہ مقدس رمضان المبارک آئے تو ہم بھی نبی رحمتؐ کی سنّت پر عمل کریں، دوست احباب بیوی بچوں سے الگ ہو کر مسجد کے کسی کونے میں اللہ کی چوکھٹ پر اسے راضی کرنے کے لئے آکر بیٹھ جائیں۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ حضورؐ کی شفاعت کا اللہ سے سوال کریں۔ بھوکے پیاسے روزے کی حالت میں آنکھوں سے اگر دو چار اشک ندامت بھی قبولیت کی بارگاہ میں جا پہنچے تو گناہوں کی سیاہی دُھلنے اور نجات حاصل کرنے کا سامان ہو جائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان میں اعتکاف فرماتے۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رمضان اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو دوسرے رمضان میں دس دن کے بجائے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ
الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی
تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ
اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ آخر زندگی

تک آپؐ کا یہی معمول رہا اور آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات حضرات امہات المومنین اعتکاف کرتی رہیں۔

عورتوں کا اعتکاف گھر میں ہوتا ہے گھر میں کوئی جگہ نماز اور عبادت کے لئے مقرر کر لی جائے اور عورتیں اللہ تعالیٰ توفیق دے تو وہیں اعتکاف میں بیٹھیں۔ اعتکاف کے مسائل علماء سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ رات جس میں قرآن نازل ہوا یعنی لیلۃ القدر آخری عشرے کی طاق راتوں ہی میں آتی ہے اور پھر چونکہ پہلی وحی غار حرا میں رمضان کے تیسرے عشرے ہی میں نازل ہوئی تھی اس لئے بھی اعتکاف کا مسنون عمل رمضان کا عشرۂ آخر ہی ہے۔ اور پھر خصوصاً رمضان کی آخری رات۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپؐ کی امت کے لئے رمضان کی آخری رات میں بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ شبقدر ہوتی ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے والے کو کام پورا کر دینے پر پوری اجرت عطا کر دی جاتی ہے۔

دعا فرمائیں کہ رمضان اور قرآن کی عبادات کو ہم صحیح طریقہ سے ادا کر کے دونوں کی سفارش و شفاعت حاصل کر سکیں اور ہماری دنیا و آخرت درست ہو جائے۔ آمین!

رحمۃ للعالمینؐ، خاتم النبیینؐ

نوع انسانی کے محسنِ اعظم ہیں

محمد تصور اقبال، لاہور

ان مدحت محمداً بمقالتی ولاکن مدحت مقالتی بمحمدٍ

چھ سو سال تک دنیا نبوت کے انوار و برکات سے محروم تھی وہ سبق جو سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کو پڑھاتے چلے آ رہے تھے وہ یکسر فراموش ہو چکا تھا۔ پوری دنیا ایک ظلمت کدہ بن چکی تھی اور وحشت و ظلمت کی اس گہری تاریکی میں دنیا کا کوئی گوشہ بھی ایسا نہ تھا جہاں پر اللہ کا نام پکارا جاتا ہو۔ لوگ بتوں اور پتھروں کو ستاروں اور پہاڑوں کو، درختوں اور دریاؤں کو جانوروں اور آتش کدوں کو چاند اور سورج کو خدائی کا درجہ دے چکے تھے اور ان ہی کو اپنا معبود و مسجود اور حامی و ناصر یعنی حاجت روا اور مشکل کشا تسلیم کرتے تھے۔ ایسے دور کے اندر جب کہ انسانیت کا لیبل ان خونخوار درندوں پر چسپاں تھا جو کہ اپنی ماں، بہن، بہو اور بیٹی میں تمیز نہ کر پاتے تھے۔ اس وقت مشیتِ ایزدی نے وادیٔ بطحا میں ایک نبی مبعوث کیا۔

جس کو دُرِ یتیمؐ، آمنہ کا لال، عبداللہ کا چاند، زینبؓ، رقیہؓ، امّ کلثومؓ اور فاطمہؓ کا ابّا، حسنینؓ، زینبؓ، امِ کلثومؓ کا نانا، صدیقؓ و فاروقؓ کا داماد، غنیؓ و علیؓ کا خسر۔ یتیموں، بیواؤں، مسکینوں کا ہادی و ملجا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ فخر الرسل ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔

جس نے اپنی پیاری زندگی کے چالیس سال اس امّ القریٰ میں بسر کئے تھے جسے مکۃ المکرمہ کہا جاتا ہے مکہ کے سب لوگ اس ذات سے خوش تھے اُس کی شخصیت بڑی دلآویز تھی۔ اُس کے چہرۂ انور پر معصومیت تھی وہ اعلیٰ درجہ کا متین و ذہین تھا وہ سچ بولتا تھا کہ سب نے مل کر اُسے صادق اور امین کا لقب دیا تھا؟ اور کوئی شخص اتنی بڑی بستی میں ایسا نہ تھا جو ان القابات سے کبیدہ خاطر ہو گویا یہ سند تھی اس بات کی کہ وہ سب کا محبوب و ممدوح ہے لیکن اب سنئے وہی صادق وہی امین اور وہی معصوم وہی محترم شخصیت۔

ے

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

کا مصداق بن کر اپنی بستی کے لوگوں میں آئی تو ایک صبح کو جب اس تاجدارِ نبوت نے کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر آواز دی یا معشر القریش ھلموا الیّ۔ یعنی اے قریش کی جماعت ادھر آؤ — یہ آواز اس قدر سحر آفریں تھی، اتنی دلکش و دلآویز تھی کہ لوگ دوڑے دوڑے آپؐ کے بلانے پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے گروہ سے سب سے پہلا سوال یہ کیا —

ھَلْ وَجَدْتُمُوْنِی صَادِقًا اَوْ کَاذِبًا

کیا تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا؟ تو اس پر تمام نے یک زبان ہو کر کہا :۔

قَدْ جَرَّبْنَاكَ مِرَارًا
فَمَا وَجَدْنَاكَ اِلَّا صَادِقًا
فَمَا وَجَدْنَاكَ اِلَّا اَمِيْنًا۔

کہ ہم نے بارہا آپ کو آزمایا صادق اور امین ہی پایا۔ تو جب بات اس حد تک پہنچ گئی کہ آپ کی چالیس سالہ سیرت اطہر من الشمس ان کے سامنے آ گئی۔ تو اس پر ارشاد نبوت ہوا کہ پھر کہتے کیوں نہیں؟ قولوا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْن ○

دہن نبوت سے یہ الفاظ نکلنے تھے کہ ان شریروں کے گروہ میں اضطراب برپا ہو گیا یکایک دوست دشمن بن گئے، اپنے پرائے بن گئے، یگانے بیگانے ہو گئے واقف کار اور ہمدرد یکسر اجنبی ہو گئے۔

سنگ ریزوں اور سب و شتم کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا گیا۔ صادق اور امین والی بات بالکل ان کے دلوں سے اتر چکی تھی۔ اب تو ہر دم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قسما قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں دینے کے درپے ہو گئے۔ کہیں آپ کے جسم اطہر کو زخمی کیا جا رہا ہے کہیں آپ کے راستہ میں کانٹے ڈالے جا رہے ہیں کہیں آپ کے جسم اطہر پر جانوروں کی گندگی اور گندی اوجھڑیاں ڈالی جاتی ہیں اور کہیں آپ کو ساحر اور کاہن، شاعر اور مجنوں کہا جا رہا ہے۔ ان تکلیفوں پر جب آپ کو کہا جاتا کہ ان بدبختوں کے لئے خداوند تعالیٰ سے بددعا کریں تاکہ ان کو اپنے کئے کی سزا مل جائے۔ تو سنئے وہ شفیق پیغمبر مجسمۂ رحمت فرماتے ہیں :۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْن۔ جب اس قدر تکلیفیں مصیبتیں دے کر بھی ان ظالموں کا دل ٹھنڈا نہ ہوا اور ان کی پیاس نہیں بجھ رہی تھی اور ادھر — مصیبتیں اور تکلیفیں سب کچھ برداشت کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا شہرۂ عالم اُفق میں جا پہنچا تھا دن بدن لوگ آپ کی صداقت کی علامتیں دیکھ دیکھ کر آپ پر ایمان لا رہے تھے۔ تو قریش نے عُتبہ بن ربیعہ کو بارگاہِ نبوّت میں بھیجا عتبہ اب کاشانۂ رسالت میں حاضر تھا اس نے بڑے انکسارانہ انداز میں گفتگو کا آغاز اس طرح کیا عتبہ نے کہا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کیا چاہتے ہو؟ مکے کی ریاست، دولت مند گھرانے کی خوبرو لڑکی سے شادی دولت کے ذخیرے اور وہ سب کچھ جو تم چاہتے ہو، ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ صرف ان باتوں سے باز آ جاؤ۔

ادھر تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیغمبرانہ تحمل سے اس کی باتیں سنیں۔ اور ان تمام ترغیبات و تحریفات کے جواب میں نبی مرسل نے بڑے شاہانہ انداز میں یہ فرمایا کہ اے عتبہ بن ربیعہ! تم تو یہ کہتے ہو کہ مکے کی ریاست چاہیے یا کسی دولت مند گھرانے کی خوبرو لڑکی سے شادی اور دولت کے ذخیرے وغیرہ تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تو سب کچھ ہیچ ہے۔

اگر تو میرے دائیں ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب بھی لا کر رکھ دے تو بھی میں اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس کی توحید کی شمع جلاتا ہوں گا اور ظلم و ضلالت کی تاریکیوں میں ضیا پہنچاتا رہوں گا —— اور اس کے بعد زبانِ نبوت سے سورۂ حٰم سجدہ کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں :۔

ان آیاتِ قرآنیہ نے عُتبہ کے دل پر بڑا تأثر قائم کیا۔ وہ

ایسا مسحور ہو چکا تھا کہ اس کی زبان گنگ ہو گئی تھی اور اس کی آنکھیں نمناک تھیں اور وہ اسی حالت میں اپنے قبیلے کے لوگوں کی طرف پہنچا۔ عتبہ نے ایک قریش کے بڑے اجتماع میں اپنی سفارت کی روئیداد اس طرح بیان کی۔

عُتبہ نے کہا۔ بھائیو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ سحر ہے نہ کہانت اور نہ لاف زنی ہے وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ وہ جو کلام سناتے ہیں اس کا جو رنگ ہے اور اس کا جو لہجہ ہے وہ تاثیر میں ڈوبا ہوا اور بے حد پُرکشش ہے۔ ایسا نرم و شیریں، لطیف و دلآویز کلام میں نے آج تک نہیں سنا۔

سردارِ قریش نے اپنے دل میں امید کی جو شمع جلائی تھی وہ بجھ رہی تھی۔ ان کے چہروں پر مایوسی کا رنگ چھا رہا تھا۔ پھر انہوں نے عتبہ سے پوچھا بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ عتبہ نے بڑی متانت سے جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے، کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ اگر وہ اپنے دین کے پھیلانے میں کامیاب ہو گئے تو اس میں بھی ہماری تمہاری عزت و توقیر ہے اور عرب کامیاب ہو گئے تو بھی یہی تمہاری عزت کہلائے گی

عُتبہ کی اس تقریر کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرداران قریش نے عُتبہ کی اس رائے کو ٹھکرا دیا اور پھر اسی دوران ان کے درمیان نضر بن حارث آ پہنچا یہ شخص کوئی اجنبی نہیں چالیس سال کا عرصہ تم میں گذار بیٹھا ہے۔ دعوے نبوت سے قبل تم تمام لوگ اس کو اپنا بڑا امین اور صادق سمجھتے تھے اور اب اگر تم اس کو کاذب و ساحر کہو، مجنون و شاعر کہو، کاہن و دیوانہ کہو تو دنیا تم کو ہی ساحر و مجنون کہے گی اور تم ہی کو شاعر و کاہن سمجھے گی۔ آؤ میں تمہیں ایک نئی تدبیر بتلاتا ہوں۔ امید ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ایک کارگر حربہ ثابت ہو گی۔ چنانچہ وہ عراق گیا وہاں سے وہ شاہانِ عجم کی نشاط انگیز اور عشق پرور زندگی کی داستانیں جن کتابوں میں درج تھیں وہ لایا اور ساتھ ہی چینی خوبرو لونڈیاں بھی لایا۔ چنانچہ جہاں بھی آقائے نامدار، تاجدار مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی توحید کی دعوت دیتے وہیں وہ شخص اپنے کارندوں کو لا کر بٹھا دیتا اور ان لونڈیوں کو بھی لاتا وہ آکر رقص کرتیں اور ایک گویا شاہانِ عجم کا عشق پرور زندگی کی داستانیں سناتا رہتا۔ چنانچہ یہ سلسلہ چند روز جاری رہنے کے بعد خود بخود جھاگ بن کر اُڑ گیا۔

حق کے مقابلے میں باطل کی تمام ستیزہ کاریاں نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز مکّہ کے آسمان پر آفتاب اس حال میں طلوع ہوا کہ اس کی شعاعوں کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی بجلی کی طرح پھیل گئی کہ خود تاجدارِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ رضؓ اور قبیلہ عدی کا منصب دار عمرؓ بن خطاب بھی آغوش اسلام میں آ چکے ہیں۔

اب کسی کی طاقت نہ تھی کہ اس دھارے کو روک سکے۔ اور اب یہ حال تھا کہ اسی ام القریٰ بستی میں جہاں کالی کملی والے (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر قدم پر مشرکین مکہ کی ہر اذیت کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا اور اپنے معبود کی عبادت بھی چھپ کر مقام بنی ارقم میں ادا کی جاتی تھی تو اب عمرؓ بن خطاب کے کہنے پر تمام نمازیں حرم شریف میں کھلم کھلے طور پر برملا پڑھی جانے لگیں اور سردارانِ قریش دیکھتے ہی دیکھتے رہ گئے۔

اور حق کی وہ پہلی آواز جو

صفا کی چوٹیوں سے گونجی تھی وہی آواز مکے کی فضاؤں کو چیرتی ہوئی مدینے کی طرف پہنچی۔ وہی مدینہ جس کو اوائل میں یثرب بھی کہا جاتا تھا اور پھر وہاں سے نکل کر پورے جزیرۃ العرب پر چھائی.

اور پھر چند ہی برسوں میں اسلام کا پرچم ایران، روم اور ہندوستان اور پھر ہندوستان سے لے کر پورے افریقہ تک لہرانے لگا۔ اور پھر وہ مبارک ساعت بھی آ پہنچی جب اسلام کے خورشید تاباں کی شعاعیں پوری دنیا میں پھیل گئیں۔

اور یوں تمام دنیا رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیضان نبوت سے منوّر ہو گئی اور جاء الحق وزہق الباطل کا وعدہ پورا ہوگیا۔

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بقیہ : غسل کا بیان

دھوئے وضو کے بعد اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے۔ پانی اس طرح ڈالے کہ سارے بدن پر بہہ جائے۔

غسل کے تین فرض ہیں

جب کسی پر غسل فرض ہو تو تین باتیں فرض ہیں (۱) خوب مبالغہ کے ساتھ کلّی کرنا۔ اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک نرم گوشت ہے (۳) ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا۔

غسل میں پانچ سنّتیں ہیں

غسل فرض میں یہ پانچ باتیں سنّت ہیں (۱) غسل کی نیّت کرنا۔ (۲) استنجے کی جگہ اور بدن پر لگی ہوئی نجاست کو دھونا (۳) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (۴) غسل کرنے سے پہلے وضو کرنا (۵) تمام بدن پر تین مرتبہ پانی بہانا۔

غسل میں مکروہ باتیں

غسل میں مندرجہ ذیل باتیں مکروہ ہیں:۔

۱۔ ہر قسم کے غسل میں حد سے زیادہ پانی بہانا (۲) نہاتے ہوئے بلا ضرورت شدیدہ باتیں کرنا (۳) قبلہ کی طرف منہ کر کے غسل کرنا۔ (۴) سنت کے خلاف غسل کرنا۔

بقیہ : اداریہ

وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنا کر اسے مجبور کیا کہ وہ اس واقعہ کے سلسلہ میں قادیانیت کا نام نہ لے اور اخباری اطلاعات کے مطابق پولیس نے اسے ڈکیتی کا کیس بنا کر ملزم کو تشدد کے ذریعہ اس کا اعتراف کرنے پر مجبور کیا۔

قریبی حلقوں کے مطابق فیصل آباد کے ڈی آئی جی پولیس میجر مشتاق احمد نے اس کیس کی تمامتر کارروائی اپنی ذاتی نگرانی میں ایک ہفتہ کے اندر مکمل کر کے مارشل لاء حکام کو بھجوا دیا ہے۔

بیّنہ واقعات کے اس تسلسل میں فیصل آباد پولیس کا یہ رویّہ انتہائی شرمناک اور رسوا کانہ ہے۔ بالخصوص میجر مشتاق احمد کی یہ کارروائی محل نظر ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کی تفتیش کو تو وہ ڈیڑھ سال سے ابھی تک ایک اِنچ آگے نہیں بڑھا سکے مگر ایک قادیانی ڈاکٹر کے قتل کا کیس اپنی ذاتی نگرانی میں کرا کے اور اسے غلط رخ دے کر ایک ہفتہ کے اندر مارشل حکام کو بھی بھجوا چکے ہیں۔ بہرحال ہم پولیس کی اس کارروائی کو جانبدارانہ اور غیر منصفانہ قرار دیتے ہوئے اس کیس کو از سرِ نو انکوائری کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ اصل حقائق سامنے آ سکیں۔



پہلا مردِ مومن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اوّل السابقین، اوّل المتقین، اوّل الخلفاء

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نسب آٹھویں پشت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے۔ مُرّۃ بن کعب کے بیٹے کلاب کی اولاد میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے دوسرے بیٹے تیم کی اولاد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ولادت اور وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وفات سے دو دو سال بعد ہوئی۔ اس طرح دونوں کی ترسٹھ ترسٹھ سال ہوئی۔ دونوں بچپن سے آپس میں دوست تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے باوقار اور معتمد خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ذاتی لحاظ سے نہایت معزز اور معتبر شخصیت کے مالک تھے۔ قریش کی حکومت قتل و خون بہا کے فیصلے کرنے کے اہم منصب پر فائز تھے ان کا نام عبدالکعبہ تھا۔ لیکن ہر قسم کی نیکیوں اور خلق خدا کے ساتھ ہمدردی کرنے میں سب سے آگے رہنے کی وجہ سے ابوبکر کی کنیت سے پکارے جاتے تھے۔

ابوبکر کے معنی ہیں نیکیوں اور بھلائیوں میں سب سے آگے رہنے والا۔

اسلام سے پہلے ہی آپ کا ابوبکر کی کنیت سے مشہور ہو جانا ایسا ہی تھا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے ہی صادق اور امین کے القاب سے مشہور ہو گئے تھے۔

آپ تجارت میں بھی اعلیٰ دیانت و امانت کے لئے مشہور تھے۔ آپ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حبش جانے کے لئے نکلے تو قریش کا رئیس ابن الدغنہ آپ کو راستے سے واپس لے آیا۔ اور رؤسا قریش سے کہہ اُٹھا کیا تم ایسے نیک آدمی کو نکال رہے ہو جو ان دیکھی چیز یعنی ثواب آخرت کماتا ہے، صلۂ رحمی کرتا ہے اور مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے۔

انسانی زندگی کا مقصدِ اولین خدا کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل کرنا ہے۔ جس نے اسں کو حاصل کر لیا۔ وہ کامیاب و بامراد ہو گیا۔ ایک خوش نصیب جماعت ایسی بھی گذری ہے جس کو اس کی زندگی میں ہی خدا نے اپنی خوشنودی کا مژدۂ جانفزا سنایا۔ اور سندِ رضا عطا کی۔ اور نہ صرف تنہا اسی جماعت کو بلکہ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ قیامت تک جو بھی اس جماعت کے نقشِ قدم پر چلے گا اُس کو بھی رضائے الٰہی کی سند بخشی جائے گی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ترجمہ: جن لوگوں نے بیعت کی سبقت کی یعنی پہلے ایمان لائے۔ مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ اس کی پیروی کی خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش۔

اوّل السابقین اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں سکتا کہ اعلانِ نبوت کے بعد مردوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے اور پیغمبر اسلام کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکرؓ ہی تھے۔ لہٰذا السابقون الاولون میں اوّلیت کے ممتاز مرتبہ اور فضیلت کا سہرا آپ ہی کے سر ہے اور آپ ہی اول السابقین کہلانے کے مستحق ہیں۔

اوّل المتقین اور ارشاد ہے کہ "سچی بات (قرآن) لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔"

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ صدیق ہی اُمت میں اول ایمان لانے والوں میں سے پہلے ہیں اور اس آیت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جس نے قرآن اور صاحب قرآن کی تصدیق کی وہ متقی ہے۔ اور اس لحاظ سے آپ ہی اول المتقین نظر آتے ہیں۔

نبوت کے تیرھویں سال قریشِ مکہ کے ظالمانہ فیصلے اور منصوبے کے تحت اُن کے منتخب سورماؤں نے نعوذ باللہ آپ کو قتل کر دینے کے لئے رات کو آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی امانتیں آنحضرت صلعم سے لے کر اُن تک پہنچانے کا کام جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لیا۔ اور اپنی امانت عظیم یعنی اپنے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو مکہ سے نکال کر بحفاظت مدینہ طیبہ پہنچانے کا کام عظیم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لیا۔

مدینہ پہنچ کر اسلام کے سب سے پہلے بڑے اجتماعی مرکز یعنی مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے قطعۂ زمین حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر پیش کیا۔ یاد رہے کہ شب ہجرت میں آپ نے اپنی ساری نقد دولت اسلام نبیٔ اسلام کی خدمت کے لئے ساتھ لے آئے تھے۔ تاکہ پیش آنے والے مراحل میں دینِ حق کے کام آئے۔ جیسا کہ ۹ھ میں غزوۂ تبوک کی مہم کے موقع پر آپ نے اپنا کل نقد و جنس جہاد فی سبیل اللہ کے لئے لا کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ اور جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو۔ تو عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔

ڈاکٹر اقبال کے الفاظ میں:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

جب مکے میں اعدائے حق نے فیصلہ کر لیا کہ تمام قبائل کے لوگ مل کر بیک وقت پیغمبر اسلام پر حملہ کر دیں تو آپ نے ہجرت کی آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر غار ثور میں پوشیدہ ہو گئے۔ جو مکہ سے تقریباً ۶ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے یہاں آپ نے تین راتیں بسر کیں۔ اور پھر مدینے روانہ ہو گئے۔ دشمن جو آپ کی تلاش میں تھے وہ یہاں بھی پہنچے۔ لیکن اللہ نے آپ کی حفاظت کا ایسا سامان کر دیا تھا کہ بغیر دیکھے بھالے وہ واپس چلے گئے۔

یہ تین راتیں حضرت ابوبکر شمع نبوت کے پروانے نے جس عالم میں بسر کی ہوں گی۔ اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس نے عشق و محبت کا کچھ بھی ذائقہ چکھا ہو۔ اللہ کا رسول غار میں پوشیدہ تھا۔ دشمن سراغ میں تھے ہر لمحہ اندیشہ تھا کہ کہیں سراغ نہ پالیں۔ اور ایک مرتبہ تو ان کی صدائیں بھی کانوں میں آنے لگی تھیں۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ اُن کے دل کے حزن و اضطراب کا کیا حال ہوگا۔ بلاشبہ انہیں یقین تھا کہ اللہ اپنے رسول کا مددگار ہے لیکن عشق و محبت کا قدرتی تقاضا ہے کہ محبوب کو خطرے میں دیکھ کر اضطراب ہو۔ لیکن پیغمبر اسلام کے سکونِ قلب کا عالم دوسرا تھا۔ اُن کا رفیقِ غار (یار غار) جب جوشِ محبت میں مضطرب ہوتا تو تسلی دیتے اور فرماتے کہ غمگین نہ ہو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ خود حضرت ابوبکرؓ کا بیان ہے۔ کہ دشمن غار کے قریب آئے تو میں نے مضطرب ہو کر کہا۔ اِن میں سے کسی نے پاؤں اونچا کیا تو ہمیں دیکھ لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ تم ان دو آدمیوں کے لئے کیا خیال کرتے ہو جن کے لئے تیسرا خود اللہ ہے۔

جنگ بدر کی نازک ترین رات میں بھی صدیقِ اکبر تھے جنہوں نے شب ہجرت کی طرح جان کی بازی لگا کر رسولِ اکرمؐ کے عریشِ مبارک کا تن تنہا پہرہ دیا۔ تاکہ آپ پوری یکسوئی سے ساری رات اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احساسِ ذمہ داری کا اندازہ اِن کے ہر کردار سے کیا جا سکتا ہے۔ یہاں

اس کے چند پہلو پیش کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن پہنا کر حضرت صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے حجرے میں رکھا گیا۔ تو سب سے پہلے حضرت صدیقِ اکبر نے داخل ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا اور کہا" اے اللہ کے نبی آپ اپنی ساری ذمہ داریاں ہم پر ڈال کر جا رہے ہیں سوائے اس کے اب وحی نازل نہیں ہو گی"۔ اِس کے بعد حضرت صدیقِ اکبرؓ نے جنابِ الٰہی سے عرض کیا۔ اے اللہ تیرے رسول نے پورا پیغام پہنچا دیا تیری امانت کامل طور پر ادا کر دی۔ اُمت کی اصلاح کا پورا سامان کر دیا۔ اور تیری راہ میں جان لڑا دی۔ یہاں تک کہ اللہ نے دینِ اسلام کو غالب کر دیا۔ اے اللہ اب ہمیں اِس کام اور نظام سنبھالنے کی توفیق عطا فرمایا اور کل آخرت میں ہمیں اور ان کو اس طرح یکجا کر دینا کہ یہ ہمیں اور ہم ان کو پہچان لیں۔ کیونکہ یہ اپنی امت پر بڑے رحیم و شفیق ہیں۔ اے اللہ ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام کی جگہ کوئی اور نظریۂ زندگی اور کوئی اور نظامِ حیات قبول نہیں کریں گے اور اسلام کو کسی قیمت پر نہیں بیچیں گے۔

حضور سرور کائناتؐ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو ہجرت میں اپنا رفیق بنانے کی طرح ۹ھ میں اپنے نائب کے طور پر امیر حج مقرر فرمایا۔ اور یہ تو بالکل تازہ واقعہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل حضرت صدیق اکبرؓ کو نماز کی امامت پر مقرر فرما کر امام اُمت بنایا تھا۔ اِس امامت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو افضل کام یعنی نماز کا امام بنایا تو ہم نے اُن کو اِس سے ادنیٰ کام یعنی اسلام کے سیاسی نظام اپنا امام بنا لیا"۔ ان دلائل و شواہد کے علاوہ بھی آپ کی اہلیت ہر لحاظ سے اظہر من الشمس ہے۔ اس لئے صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق آپ کو خلیفۂ رسول منتخب کر لیا۔ آپ نے خلیفہ منتخب ہوتے ہی جو تقریر ارشاد فرمائی وہ تاقیامت مسلمان حکمرانوں کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ آپ نے فرمایا تھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور پیروکار ہوں۔ بدعت کرنے والا نہیں ہوں۔

آپ نے قیادت کی ذمہ داریوں کو اس خوبی کے ساتھ سنبھالا اور اس کے تقاضوں کو ایسی قوتِ ایمانی اور شجاعت سے پورا کیا کہ آپ کا نظامِ حکومت آپ کے اعلان کا زندہ ثبوت بن گیا۔ آپ نے دشمنان اسلام کی ایسی سرکوبی کی کہ باطل قوتوں پر نئے سرے سے اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔ جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب اور طلحہ اسدی کی فوجوں کو شکست فاش دے کر اُن کے فتنوں کو ختم کیا۔ جہاد کے منکرین اور منع زکوٰۃ کے فتنہ کو بھی ختم کیا اور سترہ ماہ کے قلیل عرصے میں بڑی بڑی جنگیں لڑ کر عظیم فتوحات حاصل کیں۔ جن میں جنگ یرموک سب سے خطرناک جنگ تھی۔ اِس جنگ میں رومی ایک لاکھ تیس ہزار لاشیں میدانِ جنگ میں چھوڑ کر پسپا ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت

زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ○

کا زلزلہ ایک حادثہ عظیم ہے۔

عورتوں کا صفحہ

غسل کا بیان

اسعد قادری

غسل کی تعریف

غسل کے معنی ہیں نہانا۔ اور شریعت کی اصطلاح میں جسم انسانی کے اس تمام حصّہ کو جس کا غسل میں بغیر کسی تکلیف کے دھونا ممکن ہو غسل کہا جاتا ہے۔

غسل جنابت کا فائدہ مذہبی اور طبّی اصول سے

جب انسان ناپاکی کی حالت میں ہوتا ہے کہ جسم میں گرانی، کاہلی سستی اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج شریعت نے غسل قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں حکم ہے وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (پ ۶ ع ۶) اور اگر تم ناپاکی کی حالت میں ہو تو سارا بدن پاک کرو۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ غسل جنابت کے بعد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اپنے اوپر سے بوجھ اتار دیا۔

اطبّا نے بھی لکھا ہے کہ جماع کے بعد تحلیل شدہ قوتوں اور کمزوریوں کو واپس لوٹا دیتا ہے اور بدن و روح دونوں کے لئے سخت مضر ہے اس لئے جنبی (ناپاک) آدمی یا حیض و نفاس والی عورت کو خون بند ہونے کے بعد جلد غسل کرنا چاہئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا کَلْبٌ وَّلَا جُنُبًا (ابوداؤد، نسائی)

یعنی جس گھر میں جاندار کی تصویر ہو یا کتّا پلا ہوا ہو یا ناپاک شخص ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

غسل کرتے وقت اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ جسم کا کوئی حصّہ خشک نہ رہ جائے۔ حدیث میں ہے:

"جس نے غسل جنابت میں ایک بال کے برابر جگہ بغیر دھوئے چھوڑ دی تو اس کے ساتھ جہنم کی آگ میں ایسا اور ایسا عذاب کیا جائے یہ مطلب یہ ہے کہ جہنم میں سخت عذاب ہوگا۔

غسل کی قسمیں

غسل کی تین قسمیں ہیں (۱) فرض (۲) سنت (۳) مستحب۔ اب ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

غسل فرض تین ہیں (۱) جنابت (ناپاکی) سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا (۲) عورت کا ایام حیض گزرنے کے بعد غسل کرنا (۳) نفاس میں زچگی کا خون بند ہونے کے بعد غسل کرنا۔

غسل فرض کی ترکیب غسل کرنے والی کو چاہئے کہ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوئے۔ ہاتھوں پر یا استنجے کی جگہ نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو اس کے بعد بدن پر جس جگہ نجاست لگی ہو اس کو دھو کر صاف کرے، پھر وضو کرے۔ غسل کرنے کی جگہ اگر پاک صاف ہو یعنی غسل خانہ گندا اور غلیظ نہ ہو تو پاؤں بھی دھوئے۔ ورنہ غسل سے فراغت کے بعد باہر آ کر پاک جگہ پاؤں

(باقی ۲۰ پر)

تبصرہ

مدلل نماز حنفی

صفحات: ۱۶۰ قیمت: آٹھ روپے

یہ کتاب مولانا قاری محمد الیاس فیصل آبادی کی تصنیف لطیف ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے جارحانہ اور مناظرانہ انداز سے کلی اجتناب کرتے ہوئے مثبت اور عام فہم انداز میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک کو زیادہ صحیح اور راجح سمجھ کر اختیار کرنے والوں کو یہ بتانا چاہا ہے کہ یہ مسلک مؤید بالاحادیث ہے۔

اس "مدلل نماز حنفی" میں حنفی طریقہ کے مطابق پڑھی جانے والی نماز پر بے شمار احادیث مع ترجمہ وحوالہ کتاب پیش کی گئی ہیں۔ ابتداء میں "جرابوں پر مسح کی تحقیق" نہایت ہی کارآمد اور محدثانہ انداز میں کرتے ہوئے مصنف نے دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ باریک جرابوں پر مسح کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھانا، ناف کے نیچے باندھنا، رفع یدین نہ کرنا، آمین آہستہ کہنا، امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ نہ پڑھنا، پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر سیدھے اٹھ جانا، انگلی سے اشارہ کرنا نہ کہ اسے حرکت دینا، بیس تراویح، تین وتر، دیہات میں جمعہ کا عدم جواز، قربانی تین دن ہے، فجر کی سنتوں کا حکم، اکٹھی تین طلاقیں دینا، عورتیں مردوں کی طرح نماز نہ پڑھیں، نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اور فاتحہ نہیں ان تمام مسائل پر کم از کم تین تین صحیح احادیث مع ترجمہ وحوالہ کتب احادیث پیش کی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ مہر فاطمی، کم از کم مہر کی مقدار، خطبات جمعہ وعیدین، تمام کلمے، قنوت نازلہ، نماز جنازہ کی دعائیں اور مختلف موقعوں پر پڑھی جانے والی ادعیہ ماثورہ بھی اس کتاب میں درج ہیں۔

مصنف نے اس بات کا بطور خاص خیال رکھا ہے کہ کسی بھی مسلک اور عالم یا مسلک کو اشارۃً بھی نشانہ نہ بنایا جائے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے حنفی حضرات پر یہ کتاب لکھ کر عظیم احسان فرمایا ہے کیونکہ بہت مدت سے اس چیز کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی یہ کتاب واقعی ہر کسی کے پاس ہونی چاہئے تاکہ بوقت ضرورت اس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔

بقیہ: احادیث الرسولؐ

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی خوشحالیوں کے مقابلہ میں آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دے کر ان کے غم اور پریشانی کو دور کر دیا ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ ہمارا نصب العین دنیا میں عیش وعشرت کے اسباب کو حاصل کرنا نہیں بلکہ آخرت کی فلاح ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بُرا آدمی وہ ہے جو دوسرے کی دنیا بنانے کے لئے اپنی آخرت برباد کر دے۔

بعض لوگ دوستی، رشتہ داری یا دنیاوی مفاد کے لالچ میں کسی ظالم کی حمایت کر کے اسے دنیا میں فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ اس سے ان کی اپنی عاقبت خراب ہوگی جو شخص ظالم کی اعانت کرتا ہے اور اس کے ہاتھ مضبوط کرتا ہے وہ اپنی خوشامدانہ پالیسی سے چاہے اس بدکردار کی دنیا سنوار دے لیکن آخرت میں یہ روسیاہ بہت رسوا ہوگا۔ اور اس کا شمار بدترین انسانوں میں ہوگا۔

